

سیدہ فاطمہ سلام اللہ کی رضایت اور ایک مرسل روایت

<"xml encoding="UTF-8?>



سیدہ فاطمہ سلام اللہ کی رضایت اور ایک مرسل روایت

م موضوعات کی فہرست۔

اہل سنت کے مناظر حضرات کیا کہتے ہیں ؟

ہمارا جواب :

شعبی کی روایت پر ہمارا تبصرہ ۔

مراسیل شعبی کے عدم اعتبار پر تصریحات

قانون کے اعتبار سے بھی شعبی کی مرسل روایت حجت نہیں

مدلس کی روایت سماں پر تصریح نہ ہو تو حجت نہیں ہے

شعبی کی تقدیم بازی اور امیر المؤمنین علیہ السلام کو برابلا کہنا

شعبی قرآن میں انبیاء کے لئے مالی وراثت کے قائل تھا

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا۔

کیا شیعہ کتابوں میں حضرت زیرا سلام اللہ علیہا کی رضایت نقل ہوئی ہے ؟۔

اہل سنت کے مناظر حضرات کیا کہتے ہیں ؟

سُنی و شیعہ کتب سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے سیدہ فاطمہ سے آخری ایام میں ملاقات کی تھی

اور رنجش ختم کر کے انہیں راضی بھی کر لیا تھا۔

1 السنن کبریٰ (امام بیہقی) عربی اور اردو کتاب سے عکس ۔

2 البدایہ والنہایہ 3 الطبقات الكبير

4- سیر اسلام النبلاء

5 - شرح نهج البلاغہ ابن میثم بحرانی

6- بیت الا حزان عباس قمی۔

امام زیری کی روایت مرسل نہیں ہے۔

شعبی کی مرسل روایت ہمارے ہاں صحیح کا درجہ رکھتی ہے۔ (دلیل معرفتہ الثقات، تذکرہ الحفاظ) امام عجلی

نے شعبی کی مرسل روایت کو صحیح کا درجہ دیا ہے

شعبی کی مرسل روایت :

اگر فرض بھی کریں کہ بی بی زیرا کچھ عرصے کے لیے شیخین سے ناراض بھی ہوئیں تھیں، لیکن یہ مطلب بھی

اپنی جگہ پر ثابت ہوا ہے کہ بی بی زبرا کی زندگی کے آخری ایام میں شیخین بی بی کے پاس آئے اور ان سے معذرت کر کے انکو راضی کر لیا تھا، جیسا کہ بیہقی اور دوسروں نے نقل کیا ہے کہ:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ، ثنا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَتَكِيُّ، بَنْيَسَابُورَ، أَنَا أَبُو حَمْزَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا مَرَضَتْ فَاطِمَةُ أُتَاهَا أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ [ص: 354]، هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ، فَقَالَتْ: أَتُحِبُّ أَنْ آذَنَ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذَنَتْ لَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَتَرَضَّصَاهَا وَقَالَ: وَاللَّهِ مَا تَرَكْتُ الدَّارَ وَالْمَالَ وَالْأَهْلَ وَالْعُشِيرَةَ إِلَّا ابْتَغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ وَمَرْضَاةِ رَسُولِهِ وَمَرْضَاةِ كُلِّ أَهْلِ الْبَيْتِ ثُمَّ تَرَضَّصَاهَا حَتَّى رَضِيَتْ

جب حضرت فاطمہ بیاطمہ بیمار ہوئیں تو ابوبکر انکو راضی کرنے کے لیے انکے پاس آیا اور ان سے ملاقات کرنے کے لیے اجازت مانگ، علی (ع) نے فاطمہ (س) سے فرمایا کہ: ابوبکر آپ سے ملاقات کرنے کی اجازت مانگ رہا ہے، بی بی نے فرمایا کہ: کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ اس گھر میں داخل ہو؟ علی (ع) نے فرمایا کہ: ہاں، پس فاطمہ (س) نے یہ سن کر ابوبکر کو اجازت دے گی، ابوبکر گھر میں داخل ہوا اور فاطمہ سے راضی ہونے کے لیے معافی مانگنا چاہتا تھا، ابوبکر نے کہا:

خدا کی قسم میں نے اپنے گھر، اپنے مال اور اپنے رشتے داروں وغیرہ کو، خداوند، رسول خدا اور انکے اہل بیت کو راضی کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے، یہ سن کر فاطمہ ان سے راضی ہو گئیں۔

الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث / ص ٣٥٣، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخسروجردي الخراساني، أبو بكر البهقي (المتوفى: 458هـ)

نوت :

جیسا کہ اس سلسلے کی روایات میں سے جو روایت قابل استدلال ہے وہ یہی شعبی کی روایت ہے شیعہ کتب سے جو حوالے پیش کیے جاتے ہیں وہ بھی شعبی کی یہی روایت ہے جس کو شیعہ علماء نے نقل قول کیا ہے۔

ہمارا جواب :

شعبی کی روایت پر ہمارا تبصرہ ۔

شیعہ موافق کے مقابلے میں اہل سنت کے مناظر حضرات کی پہلی کمزوری پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت اہل سنت کی صحاح سنتہ میں موجود صحیح سند روایت کے مخالف ہے، جبکہ یہ روایت مرسل ہے اور صحاح سنتہ میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔

لہذا اصولی طور پر اہل سنت کے علماء کو صحیح بخاری، صحیح مسلم اور صحیح ترمذی کی صحیح سند روایت کو چھوڑ کر ایسی روایت کا سپارا نہیں لینا چاہئے کہ جو مرسل بھی ہے اور صحاح سنتہ میں بھی موجود نہیں ہے۔ مدلس کی مرسل روایت کا صحیح سند روایت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اور یہی شیعہ موافق کے مقابلے میں اہل سنت کے مناظر حضرات کی یہی علمی کمزوری ہے ۔۔۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب ابوبکر نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مطالبے کو قبول نہیں کیا تو،

فَعَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فِلَمْ تَرَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوْفَيَتْ.

رسول خدا کی بیٹی فاطمہ ابوبکر سے ناراض ہو گئیں اور اس سے بات کرنا تک چھوڑ دیا تھا اور اس سے مرتے دم تک بات نہیں کی تھی۔

البخاری الجعفی، محمد بن إسماعیل أبو عبد اللہ (متوفی 256ھ)، صحیح البخاری، ج 3، ص 1126، ح 2926، باب فَرْضِ الْحُمْسِ،

تفصیل دیکھنے کے لئے مراجعہ کریں... valiasr-aj.com/urdu/shownews.php

اہل سنت کے مناظر حضرات سے ہم کہتے ہیں :

آگر صحیحین میں موجود جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا خلفاء پر ناراض ہونے کو بناۓ والی روایات کے بارے یہ اعتراض صحیح ہے کہ یہ سب امام زبری کا گمان ہے وہ واقعی کے عینی شاہد نہیں تھا، تو اب شعبی کیسے رضایت کے شاہد ٹھہیرا ؟

اب کیا شعبی نے ان کا چہرہ دیکھا یا رضایت کے الفاظ سنے ؟

وہ الفاظ کہاں ہیں کہ جو خود سیدہ سے نقل ہوئے ہوں ؟ اگر ناراضگی ثابت کرنے کے لئے انہیں کے الفاظ اور چہرہ دیکھنا ضروری ہے تو رضایت ثابت کرنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے ؟

اہل سنت کے مناظرہ کرنے والے صحیحین میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا خلفاء سے ناراض اور بائیکاٹ کی حالت میں دنیا سے جانے والی بات کو امام زبری کا گمان سمجھتے ہیں اور یہ اعتراض کرتے ہیں ؟ کیوں امام زبری کو صرف الہام ہوا کسی اور کوئی نہیں ہوا ؟

کیوں اتنے مشہور واقعی کو صرف زبری نے نقل کیا کیوں یہ کسی اور صحابی کے توسط سے نقل نہیں ہوا ؟
اب یہی سوالات شعبی کی روایت کے بارے میں ہم کریں تو اہل سنت کے مناظر حضرات کے پاس کیا جواب ہے ؟

زبری کی روایت تو اہل سنت کی صحاح ستہ میں صحیح سند نقل ہوئی ہے، لیکن شعبی کی روایت صحیح ستہ میں ذکر بھی نہیں ہے، کسی صحابی سے یہ روایت نقل نہیں ہوئی ہے۔
کیوں اتنے اہم مسئلہ کو اصحاب، خاص کر خلفاء نے خود ہی ذکر نہیں کیا ؟

صرف شعبی کو کیسے الہام ہوا ؟

صحاح ستہ، خاص کر صحیحین میں یہ روایت نقل کیوں نہیں ہوئی ؟
شعبی کی کیا مجبوری تھی کہ اس نے اصل روایت کے راوی کا ذکر نہیں کیا ؟

کیا یہ مناسب نہیں تھا اتنے اہم مسئلہ میں کہ جس کی وجہ سے خلفاء پر طعن کے دروازے کھل جاتے ہیں وہ اصل راوی کا نام لیتا اور اس سلسلے میں موجود ابہام کو دور کرتا ؟

کیا اتنے اہم مسئلے میں راوی کے نام کو ذکر نہ کرنا خود اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ ایک حقیقت کو چھپانے کی کوشش کا نتیجہ ہے ؟

شعبی کی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے... کیونکہ ایک تو یہ مرسل روایت ہے، دوسرا اس کا یک راوی

اسماعیل بن ابی خالد مدلس ہے {نسائی وغیرہ نے اس کو مدلس کہا ہے

{اسماء المدلسین لسیوطی۔ ص ۳۰ }۔ مدلس ہونا ایک عیب ہے۔ روایت نقل کرنے میں ایمانداری سے کام نہ لینے کی نشانی ہے۔

اسماعیل بن خالد ، ذکرہ النسائی وغیرہ۔ ... اسماء المدلسین (ص: 30):
جیساکہ اہل سنت کے ہاں یہ قانون ہے کہ اگر مدلس کا سماع پر تصریح نہ ہو تو اس کی روایت حجت نہیں ہے۔
اب مندرجہ روایت کو "عن" کے ساتھ نقل کیا ہے۔ لہذا اس قانون کے اعتبار سے بھی یہ روایت حجت نہیں ہے۔

مدلس کی روایت سماع پر تصریح نہ ہو تو حجت نہیں ہے
اہل سنت کے بزرگوں کی طرف سے مراسیل شعبی کے عدم اعتبار پر تصریحات موجود ہیں۔
الف : ابن عبد البر کہتا ہے "وَمَرَاسِيلُ الشَّعْبِيِّ لَيْسَتْ عِنْدَهُمْ بِشَيْءٍ"۔ علماء کے نزدیک شعبی کی مرسل روایات کی اہمیت نہیں۔

ابن عبد البر أبو عمر یوسف بن عبد الله (م: 463ھ) - التمهید لما في الموطأ من المعانی - ج 22: 320۔
ب : صحیح بخاری کے مشہور شارح القسطلاني کہتا ہے

"وَأَمَّا مَرَاسِيلُ الشَّعْبِيِّ لَيْسَتْ بِحُجَّةٍ، مُطْلَقاً لَا سِيَّمَا مَا عَارَضَهُ الصَّحِّيْخُ..."

شعبی کی مرسل روایات مطلقاً حجت نہیں خاص کر اگر وہ صحیح سند روایت سے ٹکراتی ہو تو بلکل حجت نہیں۔ إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری 6: 475

عجلی کی توثیق کی اہمیت نہیں
جیساکہ امام عجلی نے شعبی کی مرسل روایات کو صحیح کا درجہ دیا ہے تو دوسروں نے عجلی کی توثیق کو قبول نہیں کیا ہے اور عجلی کو توثیق کے مسئلے میں سهل انگار اور زیادہ دقت نہ کرنے والا قرار دیا ہے؛
مشہور محدث اور مابر رجال البانی کہتا ہے : وہ توثیق کرنے میں سهل انگاری سے کام لیتا تھا زیادہ دقت نہیں کرتا تھا۔

وثقه العجلی " قلت: وهو من المعروفين بالتساهل في التوثيق ، ولذلك ، لم يتبن الحافظ توثيقه ، الالباني إرواء الغليل في تخریج أحادیث منار السبیل (5/289):
ایک اور جگہ پر ایک روایت کے بارے البانی لکھتا ہے:

وجميع رواة الحديث ثقات إلا منصور الكلبي وقد وثقه العجلی " قلت : توثيق العجلی في منزلة توثيق ابن حبان ولذلك لم يعتمد هنا الذهبي وغيره من المحققين فقال الذهبي في ترجمته من " الميزان " : تمام المنة في التعليق على فقه السنة (ص: 400):

" لہذا عجلی نے توثیق کی ہے تو عجلی کی توثیق کو البانی ، ذہبی اور دوسرے محققین نے قبول نہیں کیا ہے۔
قانون کے اعتبار سے بھی شعبی کی مرسل روایت حجت نہیں
اہل سنت کے علماء نے مرسل روایت کی حجت کے لئے جو قانون بتایا ہے اس کے مطابق بھی شعبی کی مرسل روایات حجت نہیں ہے۔

الف : قال الإمام مسلم - رحمه الله - في مقدمة صحيحه: "والمرسل من الروايات في أصل قولنا وقول أهل العلم بالأخبار ليس بحجة ... وهو قول عبد الرحمن بن مهدي ويحيى بن سعيد القطان وابن المديني وأبي خيثمة زهير بن حرب ويحيى بن معين وابن أبي شيبة والبخاري ومسلم وأبي داود والترمذى والنمسائى وابن ماجة وغيرهم من أئمة الحديث..."

العلائی: جامع التحصیل فی أحكام المراسیل. ص30.

لہذا امام مسلم ، امام بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ کے نزدیک مرسل روایات حجت ہی نہیں ۔ ب : مرسل روایت کے بارے صحیح ترین قول یہ ہے کہ جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ وہ صرف ثقہ راوی سے ہی روایت نقل کرتا ہے تو اس کی مرسل روایت حجت ہے ورنہ حجت نہیں۔

وأَصَحُّ الْأَقْوَالُ أَنَّ مِنْهَا الْمُقْبُولُ، وَمِنْهَا الْمَرْدُودُ، وَمِنْهَا الْمُوْقَوْفُ، فَمَنْ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يُرْسَلُ إِلَّا عَنْ ثَقَةٍ: قُبْلَ مَرْسَلِهِ، وَمَنْ عَرَفَ أَنَّهُ لَا يُرْسَلُ عَنِ الثَّقَةِ وَغَيْرِ الثَّقَةِ، فَإِنَّ إِرْسَالَهُ عَنْ لَا يُعْرَفُ فَهُوَ مُوْقَوْفٌ، وَمَا كَانَ وَمِنْ الْمَرَاسِلِ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ الثَّقَاتُ كَانَ مَرْدُودًا.

اب دیکھنا ہے ہے کہ کیا شعبی ہمیشہ ثقہ راوی سے ہی روایت نقل کرتا تھا ؟
اہل سنت کی کتابوں میں اس کی روایات کے بارے تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ شعبی ہمیشہ ثقہ راوی سے روایت نقل نہیں کرتا تھا لہذا بہت سی جگہوں پر اہل سنت کے علماء نے اس کی مرسل روایت کو ضعیف قرار دیا ہے ۔

کچھ نمونے ۔

ابن حجر عسقلانی شعبی کی ایک مرسل روایت کے بارے میں کہتا ہے :
هذا الحديث ضعيف بهذا الإسناد؛ لأن الشعبي لم يسمع من على رضى الله عنه سوى ما في الصحيح، والله أعلم.
العسقلانى الشافعى، أَحْمَدُ بْنُ عَلَى بْنِ حَمْرَى الْفَضْلِ (الْمَتَوْفِى 852هـ)، المطالب العالية بِزوائد المسانيد
الثمانية، ج16، ص82؛ دار العاصمة/ دار الغيث، الطبعة: الأولى، السعودية - 1419هـ .

حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، قَالَ: نَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ بَيْانِ، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَإِنْ (1) ثَبَّدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ} مَا بَعْدَهَا: {لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ}..

سندہ صحیح إلی الشعیبی، لکنہ مرسل کما یتضح من الروایة الآتیة برقم فیکون ضعیفًا لِإِرْسَالِهِ.
الجوزجانی، أبو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ الخراسانی (المتوفی 227 هـ)، التفسیر من سنن سعید بن منصور، ج3، ص1016، ح479

حدثنا يحيى عن إسماعيل حدثنا عامر، وحدثنا محمد بن عبيد حدثنا إسماعيل بن أبي خالد عن رجل عن الشعبي
قال: مر عمر بطلحة ...

(252) إسناده في ظاهره ضعيف، لانقطاعه. فإن عامرا الشعبي لم يدرك عمر ولا طلحة، روایته عنهم مرسلة.
الشیبانی، أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ (الْمَتَوْفِى 241هـ)، مسند الإمام أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ج1، ص272، ح252،
المحقق: أَحْمَدُ مُحَمَّدٍ شَاكِرٍ، الناشر: دار الحديث - القاهرة، الطبعة: الأولى، 1416 هـ - 1995 م.
وهذا إسناده ضعيف، رجاله كلهم ثقات؛ وعلته: الانقطاع بين الشعبي وعائشة؛ وقال المنذري في "مختصره" :
هذا مرسل؛ الشعبي لم يسمع من عائشة .

الألباني، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين ضعيف أبي داود - الأُم، ج 1، ص 96، ح 34، دار النشر : مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة : الأولى - 1423 هـ .

ابن حجر عسقلاني اس ادعا کو رد کرتا ہے کہ شعبي ثقه کے علاوہ کسی اور سے روایت نقل نہیں کرتا تھا اور یہ کہتا ہے کہ مرسل روایات کے بارے میں تحقیق کی توبتہ چلا کہ اکثر مرسل روایات غیر عادل راویوں سے نقل بوئی ہیں :

وما قاله القاضي صحيح فإن كثيرا من الأئمة وثقوا خلقا من الرواية بحسب اعتقادهم فيهم وظهر لغيرهم فيهم الجرح المعتبر، وهذا بيّن واضح في كتب الجرح والتعديل. فإذا كان مع التصريح بالعدالة فكيف مع السكوت عنها.

و فتشت كثيرا من المراسيل فوجدت عن غير العدول.----وقول الشعبي: "حدثني الحارث الأعور وكان كذاباً وحديثه عنه موجود". فمن أين يصح حكم (علي) الراوى أنه لا يرسل إلا عن ثقة عنده على الإطلاق. العسقلانى الشافعى، أَحْمَدُ بْنُ عَلَى بْنِ حَمْرَى الْأَفْضَلِ (المتوفى 852 هـ)، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج 2، ص 549 و 550، المحقق: ربيع بن هادى عمير المدخلى، الناشر: عمادة البحث العلمى بالجامعة الإسلامية، الطبعة: الأولى، 1404 هـ/ 1984 م.

شرح علل الترمذى، میں لکھا ہے: امام ابن رجب کے قانون کے مطابق شعبي کی مرسل روایات ضعیف اور حجت نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ ضعیف راوی سے بھی روایت نقل کرتا تھا ۔

وبناء على هذه الضوابط التي قعدها ابن رجب نحكم على مرسلاط الزهري والشعبي بالضعف، كما نحكم على مرسلاط كل من عرفا له روایة عن الضعف.

الحنبلى، الإمام الحافظ ابن رجب (المتوفى 795 هـ) ، شرح علل الترمذى، ص 187، تحقيق : الدكتور همام عبد الرحيم سعيد، دار النشر : مكتبة المنار - الزرقاء - الأردن، الطبعة : الأولى ، 1407 هـ - 1987 م.

امام حاکم کہتا ہے کہ اس نے اصحاب میں سے سوای انس کے کسی اور کو نہیں سنا ہے :

وَأَنَّ الشَّعْبِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَحَابِيٍّ غَيْرِ أَنَّسٍ، وَأَنَّ الشَّعْبِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ، وَلَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَلَا مِنْ أَسَامِةَ بْنِ زَيْدٍ، وَلَا مِنْ عَلَىٰ إِنَّمَا رَأَهُ رُؤْيَاً، وَلَا مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَلَا مِنْ زَيْدِ بْنِ ثَابَتٍ ...

النیسابوری، أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاکم (المتوفى 405 هـ)، معرفة علوم الحديث، ص 111، تحقيق: السيد معظم حسين، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة : الثانية، 1397 هـ - 1977 م.

جیسا کہ بہت ساروں نے مذکورہ روایت کے اصلی راوی کو کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ناکام رہا ہے۔ ابن کثیر: والظاهر أن عامر الشعبي سمعه من علي ، أو ممن سمعه من علي. البداية والنهاية ج 5 ص 310. کہتا ہے ظاہر یہ ہے اس نے حضرت علی علیہ السلام سے یا ان سے سننے کسی سے راوی سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام حاکم کہتا ہے کہ اس نے سوای انس کے کسی صحابی کو سنا بھی نہیں ۔

شعبي کی تقيیہ بازی اور امير المؤمنین علیہ السلام کو برابلا کہنا شعبي کا شمار امير المؤمنین علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے دشمنوں میں ہوتا تھا اور امير المؤمنین علیہ السلام کے دشمنوں کی پارٹی یعنی بنی امیہ سے اس کے خاص تعلقات تھے ۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کیوں اس روایت کا سہارا لیا اور اصل راوی کا نام ذکر نہیں کیا ۔

شعبي نے حاکم کے خوف سے مولی علی علیہ السلام کو برا بلا کہا :

عن مجالد عن الشعبي قال: قدمنا علي الحجاج البصرة، وقدم عليه قراء من المدينة من أبناء المهاجرين والأنصار، فيهم أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه... وجعل الحجاج يذاكرهم ويسألهم إذ ذكر علي بن أبي طالب فنال منه ونلنا مقاربة له وفرقاً منه ومن شره....

ہم نے بھی حجاج کو راضی کرنے اور اسکی ہاں میں ہاں ملانے کے لیے، علی کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا....،
أنساب الأشراف بلاذري (متوفى 279هـ)، ج 4، ص 315؛

شعبی قسم کھاتا تھا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام قرآن کا حافظ نہیں تھا --
وروی شریک عن إسماعیل بن أبي خالد، قال: سمعت الشعبي يقول ويحلف بالله: لقد دخل علي حفته وما حفظ
القرآن.>

الصاحبی، فقه اللغة، ج 1: ص 50 البسوی، أبو یوسف یعقوب، المعرفة والتاریخ، ج 1، ص 483.
شعبی جنگ جمل میں اصحاب کی شرکت کو کم دکھانے اور حضرت امیر علیہ السلام کے موقف کو کمزور کرنے
کے لئے قسم کھاتا تھا کہ جمل میں صرف چار صحابہ شریک تھے اگر یہ تعداد پانچ تک پہنچ جائے تو میں جھوٹا
بیوں -

قال الشعبي لم يشهد الجمل من الصحابة إلا أربعة فإن جاءوا بخامس فأنا كذاب.

محمد بن عبد الوهاب: مسائل لخصها محمد بن عبد الوهاب ج 1: ص 170، نشر: مطبع الرياض، ط 1.

جبکہ بہت سے اصحاب نے باقاعدہ طور پر شرکت کی اور حضرت امیر علیہ السلام کی حمایت میں جنگ لڑی اور
صرف جنگ جمل میں ۱۳۰ بدربی صحابی آپ کے ساتھ شریک تھے :

قال الذهبي: وقال سعيد بن جبير : كان مع علي يوم وقعة الجمل ثمانمائة من الأنصار ، وأربعمائة من شهدوا
بيعة الرضوان . رواه جعفر بن أبي المغيرة عن سعيد.

وقال المطلب بن زياد ، عن السدي : شهد مع علي يوم الجمل مائة وثلاثون بدربیا وسبعمائة من أصحاب النبي
صلی اللہ علیہ وسلم ، وقتل بينهما ثلاثون ألفا ، لم تكن مقتلة أعظم منها.

تاریخ الإسلام، ج 3، ص 484، تاریخ خلیفة بن خیاط : 138 ، العقد الفريد : 3 / 314.

شعبی

شعبی قرآن میں انبیاء کے لئے مالی وراثت کے قائل تھا
جیسا کہ اصحاب، تابعین اور اہل سنت کے مایہ ناز علماء میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ جنہوں نے واضح انداز
میں قرآن میں انبیاء علیہم السلام کی مالی وراثت کو قبول کیا ہے۔ انہیں میں سے ایک یہی شعبی ہے

ویرث من آل یعقوب یرثني المآل ویرث من آل یعقوب النبوه
محقق لکھتا ہے :

وهو قول ابن عباس وابي صالح والحسن والسدی وزيد بن اسلم ومجاہد والشعبی والضحاک كما في الطبری
تفسیر سفیان الثوری. ص 181. ط دارالكتب العلمية

اب سوال یہ ہے کہ کیا اہل سنت کے مناظر حضرات شعبی کے اس نظریے کو بھی قبول کرتے ہیں ؟

جبکہ شعبی خلیفہ کی طرف سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو ان کے حق سے محروم کرنے کی واحد دلیل

{حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث---}

کے خلاف نظریہ دیتا ہے اور اس سلسلے میں شعبی اور شیعوں کا ایک ہی موقف ہے ۔

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا۔

گذشتہ بیان کی روشنی میں دیکھیں تو

اس روایت کے ایک راوی بھی ایک مدلس ہے، روایت بھی مرسل اور صحیح سند روایت سے ٹکراتی ہے، امام مسلم، امام بخاری کے نزدیک مرسل روایات حجت نہیں، ابن حجر کے مطابق اکثر مرسل روایات کے اصلی راوی غیر عادل ہوتے ہیں، شعبی نے اصحاب میں سے صرف انس کو دیکھا ہے لہذا اس کی اکثر روایات تابعین سے ہیں، اور یہ کاذب اور غیر ثقہ سے بھی روایت نقل کرتا ہے، اہل سنت کے علماء کی تصریحات کے مطابق جو غیر ثقہ سے روایت نقل کرتا ہے اس کی مرسل روایت حجت نہیں ہے، ابن حجر وغیرہ نے خود شعبی کی کئی مرسل روایات کو ضعیف قرار دیا ہے، اس کی مرسل کو صحیح کا درجہ دینے والا امام عجلی ہے کہ جو توثیق کرنے میں زیادہ دقت نہیں کرتا، ابن عبد البر وغیرہ نے اسکی مرسل روایات کو اہمیت نہیں دی ہے اور حجت نہیں سمجھا ہے

اب کسی نے اس کی مرسل کو حجت مانا بھی ہو تو اس سے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی ۔

اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوگا کہ اس نے ثقہ راوی سے ہی اس روایت کو نقل کیا ہو۔ کسی نے اس کی روایت کو صحیح کا درجہ دیا ہو تو اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوگا کہ اس کی مرسل روایت کی سند کا مضمون واقع کے مطابق بھی ہو ۔۔۔۔۔

اب سب حقائق کے باوجود شعبی کی مرسل روایت کو ہی آنکھیں بند کر کے حجت مانے کا مطلب یہ ہے کہ رضایت والی کہانی کے قائلین شدید فقر علمی کا شکار ہے ، یہاں تک کہ امیر المؤمنین علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے بارے منفی نظریہ رکھنے والا اور بنی امیہ کی طرف جکاو رکھنے والا ایک راوی کی مرسل روایت پر اعتماد کرنے پر مجبور ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی قابل اعتماد سند ان کے پاس نہیں ہے اور وہ بھی ایسی سند کہ جو صحاح سنت کی صحیح سند روایت کے مخالف ہے۔ لہذا شیعوں کو جواب دینے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور علم حدیث اور رجال کے سارے قوانین کو توڑ دیتے ہیں ۔

کیا شیعہ کتابوں میں حضرت زیرا سلام اللہ علیہا کی رضایت نقل ہوئی ہے ؟

مختصر جواب :

اس سلسلے میں جو روایات شیعہ کتابوں سے پیش کیجاتی ہیں وہ شیعوں کی روایات نہیں ہیں بلکہ شیعہ علماء نے نقل قول کیا ہے۔ یعنی کسی مناسبت سے اہل سنت کی کتابوں کی روایات کو کتابوں میں نقل کیا ہے لیکن شیعہ مخالفین اس کو شیعہ روایات کہہ کر پیش کرتے ہیں ۔۔

یا مثلا ابن ابی الحدید کہ جو سنی معتزلی ہے اس کو شیعہ اور اس کی کتاب کو شیعہ کتاب کہہ کر پیش کرتے ہیں اور یہ دھوکہ بازی اور ڈھوپتے کو تنکے کا سیارا والی بات ہے ۔